محمد اسحاق بھٹی

ایک حدیث

عَنْ سَھْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ یَضْمَنْ لِیْ مَا بَیْنَ لَحْیَیْہِ وَمَا بَیْنَ رِجْلَیْہِ اَضْمَنْ لَہُ الْجَنَّۃَ (صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب حفظ اللسان)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مجھے اپنے جبڑوں اور پاؤں کے درمیان کے اعضا کو محفوظ رکھنے کی ضمانت دے، میں اسے جنت کی ضمانت دوں گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ مبارک حدیث نہایت مختصر اور چند الفاظ پر مشتمل ہے، لیکن اس میں جو کچھ بیان فرمایا گیا ہے، اس کو انسانی زندگی میں بہت بڑی اہمیت حاصل ہے۔ اس میں انسان کی دنیوی اور اُخروی زندگی کی نجات اور کامیابی کا ایک بنیادی نسخہ بالکل آسان لفظوں میں بتا دیا گیا ہے۔ اگر انسان اپنے عمل و حرکت اور گفتار و کردار میں اس کو پیش نگاہ رکھے تو اس کے لیے فوز و فلاح کے تمام راستے ہر وقت کھلے ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ انسانی جسم کے وہ حصے جو اس کو گناہ کی راہ پر لگانے اور معصیت کی دلدل میں پھنسانے کا باعث بنتے ہیں، وہ اس کے پاؤں سے لے کر دماغ تک کے اعضا کو محیط ہیں۔ ان میں پیٹ، معدہ، دل، زبان اور اس کے متعلقات شامل ہیں۔ انسان دماغ سے سوچتا، دل میں ایک منصوبہ بناتا، زبان سے اس کا اظہار کرتا، پاؤں سے چلتا اور ہاتھوں کو کسی کام کی تکمیل کے لیے حرکت میں لاتا ہے۔ اگر ان اعضا کو امورِ خیر کے لیے استعمال کرتا ہے تو اس کا نتیجہ اُخروی فوز و فلاح یعنی حصولِ جنت کی صورت میں ظاہر ہوگا۔ اگر خدا نخواستہ ان اعضائے جسمانی کی مدد سے وہ شر اور برائی کی طرف حرکت کناں ہوتا ہے تو اس کے لیے آخرت کی کامیابی کے دروازے بند ہو جاتے ہیں اور وہ خود ہی اپنے لیے عذابِ الٰہی میں مبتلا ہونے کے اسباب، پیدا کر لیتا ہے۔

امام بخاری نے اس حدیث کو کتاب الرقاق میں بیان کیا ہے۔ ”رقاق“ جمع ہے رِقّت کی۔

رقت کے معنی ہیں، نرمی، رافت اور لینت کے --- ! پھر اس کے لیے جو ذیلی عنوان قائم کیا ہے، وہ ہے "باب حفظ اللسان" --- یعنی زبان کی تمام مکروہات سے حفاظت کرنا، سب برائیوں سے اس کو بچائے رکھنا، ہر قسم کی آلائشوں سے اس کو مصئون رکھنا اور ایسا کوئی لفظ منہ سے نہ نکالنا جو غلط نتائج پیدا کرنے کا باعث بن سکتا ہو اور جس سے برائی کے دروازے تک پہنچنے کے امکانات ابھر سکتے ہوں۔

اللہ کی بے شمار نعمتوں میں سے زبان بہت بڑی نعمت ہے جو اس نے انسان کو عطا فرمائی ہے۔ اس کو انتہائی غلط اور ناروا باتوں کے لیے بھی استعمال کیا جا سکتا ہے اور بہ درجہ غایت صحیح اور عین موافقِ کتاب وسنت امور کے لیے بھی !

جو شخص زبان کو فحش کلامی اور برائی سے محفوظ رکھتا ہے اور اس کو کسی خلافِ حقیقت یا منافیِ اخلاق بات کے لیے استعمال نہیں کرتا، وہ اس عالمِ آب و گِل کا بہترین شخص ہے۔ اسی لیے حدیث میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ کوئی غلط بات زبان سے نہیں نکالنی چاہیے۔ اگر کوئی بات کرنا مقصود ہو تو اچھی بات کرنی چاہیے ورنہ خاموش رہنا چاہیے۔ چنانچہ صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ۔ (صحیح بخاری کتاب الرقاق، باب حفظ اللسان)

یعنی جو شخص اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے، اسے چاہیے کہ زبان سے اچھی بات نکالے، اگر اچھی بات نہیں سوجھتی تو چپ رہے۔

اعضائے انسانی میں زبان کو انتہائی اہمیت حاصل ہے۔ اسی سے انسان اکرام و احترام کے بلند ترین مرتبے پر رسائی حاصل کرتا ہے اور اسی سے ذلت کی پستی میں جا گرتا ہے۔ ایسی بے شمار مثالیں موجود ہیں کہ اس کو بہتر طریقے سے استعمال کیا گیا تو فتح و کامرانی کی مشکل سے مشکل منزلیں آسانی سے طے کر لیں اور غیر متوازن اور غلط انداز سے حرکت دی گئی تو ناکامی و نامرادی کے وہ داغ اٹھانے پڑے کہ پوری دنیا میں ہمیشہ کے لیے ذلیل و خوار ہو کر رہ گئے۔

نیکی، صلح جوئی اور ایک دوسرے سے خیر خواہی کے جذبات بھی اسی سے پیدا ہوتے ہیں، اور

دشمنی، عداوت، بدخواہی اور باہمی نفرت وحقارت کی راہیں بھی اسی سے نکلتی ہیں۔

بہرحال پاؤں سے لے کر زبان تک کے تمام اعضا کی حفاظت نہایت ضروری ہے۔ پاؤں سے غلط راہوں کی طرف بڑھنا، ہاتھوں سے منافیِ اسلام حرکات کا ارتکاب کرنا۔ پیٹ میں ناجائز چیزوں کو ڈالنا، معدے کو اشیائے حرام سے بھرنا، زبان کو بُری باتوں کے لیے حرکت دینا اور دماغ سے خلافِ شرع امور کے لیے سوچ بچار کرنا، سب کتاب وسنت کی ضد ہے۔ اس سے انسان دنیا میں بھی ناکام اور بدنام ہوتا ہے اور آخرت میں بھی ذلت ورسوائی سے دوچار ہوگا۔

جو شخص ان اعضا کی صیانت کرتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واضح الفاظ میں اس کو جنت کی ضمانت دیتے ہیں۔ یعنی آنحضرت کے ارشاد کی روشنی میں حصولِ جنت کی اصل کنجی یہی اعضا ہیں۔ اگر یہ انسان کے قابو میں ہیں اور ان سے وہ کوئی ناجائز کام نہیں لیتا تو سمجھ لینا چاہیے کہ اس کے لیے جنت کا دروازہ کھل گیا اور اُخروی کامیابی کی راہیں ہموار ہوگئیں، کیوں کہ آخرت میں انھی اعمال کی جزا یا سزا ملے گی جن کا وہ دنیا میں مرتکب ہوا ہے۔ اگر دنیوی زندگی معصیت کی آلودگیوں سے پاک رہی ہے تو آخرت میں اس کے نتائج بہرحال بہتر نکلیں گے۔ لیکن اگر دنیا کی زندگی میں برائیوں کے ارتکاب میں کٹی ہے تو پھر آخرت میں اس کی سزا بھگتنے کے لیے تیار رہنا چاہیے۔

معاشرتی اصلاح اور انفرادی واجتماعی اخلاق کی رفعت کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشادِ گرامی بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔ اگر اس کے مطابق عمل کی بنیادیں استوار کی جائیں تو دنیا سے تمام برائیوں کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔